محمد الفت اللہ آبادی، قصور

قرآن مجید اور کائنات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

"تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّتِیْ"

قرآن مجید اللہ تبارک و تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جس میں تمام بنی نوع انسان کے لیے ہدایت موجود ہے۔ قرآن مجید کے ہم پر پانچ حق ہیں۔ (۱) مانا جائے، (۲) پڑھا جائے، (۳) سمجھا جائے، (۴) عمل کیاجائے، (۵) پہنچایا جائے۔ قرآن مجید کو صرف ماننے اور پڑھنے سے ہی اس کا پورا حق ادا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ایک مکمل ضابطہ ہدایت ہے۔ اس کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنواریں۔ یہ اس وقت ہو گا جب اس میں فکر کرنے کے بعد عمل بھی کیا جائے۔ اس میں کائنات کی ہر چیز کی حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ قرآن مجید جو چودہ سو سال پہلے نازل ہوا اس کا مقصد بنی نوع انسان کی اس عارضی زندگی میں اخلاقی اور روحانی راہنمائی ہے۔ تاکہ وہ آخرت کی دائمی زندگی میں فلاح پا سکے۔ انسان ہمیشہ ہدایت کا محتاج رہا ہے اور رہے گا اسی سبب اللہ تعالیٰ نے اس آخری پیغام کو ہمیشہ کے لیے ہر قسم کی تحریف سے محفوظ کرلیا۔ فرمان الٰہی ہے۔

> "بے شک ہم نے اس پیغام کو نازل کیا اور ہم یقینی طور پر اس کی حفاظت (کسی بھی تحریف سے) کریں گے"

مسند احمد بن حنبل میں ایک حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

کہ اللہ نے حضرت آدم سے لے کر محمد تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر (Prophet) بھیجے جن میں سے تین سو پندرہ صاحب کتاب تھے۔ ان تین سو پندرہ صاحب کتاب انبیاء (سوائے چند کے) کے نام نہ تو قرآن مجید میں ہیں اور نہ ہی احادیث میں ان کا ذکر ملتا ہے لہٰذا ہمارے لیے یہ ممکن نہیں کہ ان کی تفصیل معلوم کر سکیں۔ صرف چند ایک اشاروں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام پر دس صحیفے نازل ہوئے تھے لیکن آج نہ صرف ان کا وجود مٹ چکا ہے۔ بلکہ ہم کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کس زبان میں تھے۔ اس کے بعد ان کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام پر پیغمبر ہونے کی حیثیت سے چند کتابیں نازل ہوئیں تھیں۔ لیکن دور حاضر میں ان کا وجود نہیں ملتا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق کچھ اشارے ملتے ہیں۔ عراق میں سعدیات کے نام سے ایک چھوٹا سا فرقہ موجود ہے ان کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ ہم حضرت نوح علیہ السلام کی کتاب اور ان کے دین پر عمل پیرا ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک زمانہ میں حضرت نوح پر اللہ کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہمارے پاس موجود تھی لیکن امتداد زمانہ کے سبب وہ ناپید ہے صرف اس کے چند مندرجات ہمارے پاس موجود ہیں۔ جن میں اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسی طرح بعض ایسے انسان بھی ہیں جن کو صراحت کے ساتھ نبی تو تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن ان کی نبوت کے امکان کو رد بھی نہیں کیا جاسکتا ان میں سے ایک شخصیت (Personality) "زرتشت" کی ہے۔ پارسی انکو اپنا نبی مانتے ہیں ان کی نبوت کا امکان اس بنا پر بھی ہے کہ قرآن مجید میں قوم مجوس کا ذکر موجود ہے۔ مجوسیوں کا مذہب زرتشت کی لائی ہوئی کتاب اوستا پر مبنی ہے۔ بہرحال دنیا کی قدیم ترین کتاب کو اوستا کہتے ہیں۔ زرتشت کی کتاب اس وقت ژند زبان میں تھی کچھ عرصہ بعد ایران پر دوسری قوموں کے غلبے کی وجہ سے نئے فاتحین کی زبان رائج ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ژند زبان جاننے والا کوئی نہ رہا۔ آج کل ہم کو تلاش کرنے سے اس کے نسخے کا دسواں حصہ ملے گا۔ باقی نو حصے غائب ہو چکے ہیں۔ بہرحال اوستا دوسرے انکشافات کے علاوہ زرتشت کا یہ

بیان ملتا ہے کہ "میں نے دین کو مکمل نہیں کیا بلکہ بعد میں ایک اور نبی آئے گا جو اس کی تکمیل کرے گا اس کا نام رحمۃ للعالمین ہو گا۔ پتہ یہ چلا کہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری جانے والی کتاب سے پہلی تمام کتابیں وقت اور حالات کے تبدل کے ساتھ ساتھ وجود کھو بیٹھیں اور ناپید ہوتی گئیں۔ آج ان کا وجود مٹ چکا ہے کیونکہ ان کی حفاظت کا ذمہ یا تو اس نبی پر تھا یا اس کی قوم پر لیکن جب قرآن مجید نازل ہوا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا۔ ارشاد ہے: "اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُونَ" یہی وجہ ہے کہ آج چودہ سو سال گزرنے کے باوجود ہم قرآن میں ایک لفظ کی تبدیلی بھی تلاش نہیں کر سکتے۔

چنانچہ قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو سائنس یا تاریخ کی کتاب نہیں۔ مگر حیرت انگیز طور پر قاری (Reader) قرآن کو متعدد آیات ایسی ملیں گی جو کسی نہ کسی سائنسی مظہر سے متعلق ہیں۔ قرآن مجید اپنے قاری پر زور دیتا ہے کہ وہ قدرتی مظاہر مثلاً کائنات کی پیدائش۔ زمین پر حیواناتی اور نباتاتی پہاڑوں کی (Formation) رحم مادر کے اندر انسان کی تخلیق کے مدارج وغیرہ پر غور کرے یہ اپنے ماننے والوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ ان اشاروں کو مشعل راہ بنا کر تحقیق کریں اور یہ عمل یقیناً ان کا ایمان محض عقیدے سے یقین میں بدل دے گا۔ ابتداء عرب کے مسلمانوں نے اس قرآن کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے سائنس کی دنیا میں تہلکہ مچا دیا اور بعد میں اہل یورپ نے اس علم سے واقفیت حاصل کر کے اس کو آگے بڑھایا اور دنیا کے لیڈر بن گئے۔ (Mourice Bucile) اپنی مشہور کتاب (The Quran Science -- The Bible) میں لکھتے ہیں کہ اب تک کے تمام تر دریافت شدہ مسلمہ حقائق اور اصول کسی بھی استثناء (Exception) کے بغیر قرآن حکیم میں درج بیانات کے عین مطابق ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جدید سائنس نے قرآن حکیم کی بیشتر ایسی آیات کی صحیح تشریح سمجھنا آسان کر دی ہے جو سائنسی علم کی کمی کے باعث اب سے پہلے سمجھنا ممکن ہی نہ تھی ڈاکٹر کیتھ مور اجو کہ دنیا

کے مشہور (Emlryologist) ہیں، کے مطابق قرآن رحم مادر کے اندر انسان کی تخلیق کے مدارج کے علم میں وقت سے بھی آگے ہے۔ قرآن حکیم کے مطابق "علقہ" کی دوسری (stage) ہے جس میں علقہ جونک سے مشابہ ہوتا ہے۔ دو مسلمان ڈاکٹروں نے اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے جو کہ اب تک کسی بھی انسان کی سمجھ سے باہر تھی۔ اپنے اسلاف کی طرح قرآن کی ہدایت پر عمل کیا اور ڈاکٹر مور (جو کہ اس علم کے ماہر ہیں) سے رابطہ کیا۔ ڈاکٹر مور نے جب تحقیق کی تو یہ انکشاف ہوا کہ واقعی ۲۴ دنوں میں علقہ کی شکل ہوبہو جونک کی طرح ہوتی ہے اور یہ جونک ہی کی طرح ماں کے جسم سے چپک کر اپنی خوراک حاصل کرتا ہے۔

لہٰذا قرآن جو کہ چودہ سو سال پرانی کتاب ہے، میں اس علم کی موجودگی کی نہ صرف ایک ہی توجیہ ہے کہ یہ اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے۔ ڈاکٹر مور نے (Emlryologist) کے متعلق اپنی کتاب "Before we are born" جو کہ کنیڈا کی مختلف یونیورسٹیوں کے نصاب میں بھی شامل ہے، کو بھی اس قرآنی ریسرچ کے مطابق تبدیل کردیا ہے اس کتاب میں جو تصاویر دی گئی ہیں۔ ان کو دیکھ کر یہ فرق کرنا محال ہے کہ ان میں کون سا علقہ ہے اور کون سی جونک۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ : "لوگو! کہ اگر تمیں زندگی بعد از موت کے بارہ میں شک ہے تو ہم نے تم کو (پہلی بار بھی تو) مٹی سے پیدا کیا تھا پھر ایک بوند یعنی نطفہ بنا کر پھر جونک جیسے ڈھانچہ سے، پھر گوشت کی بوٹی سے جو شکل والی بھی ہوتی ہے اور بے شکل بھی"۔ ... (سورہ حج آیت ۵)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے : "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِی خَلَقَ - خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ)

"پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے تجھے تخلیق کیا۔ تخلیق کیا انسان کو ایک جونک کی سی چیز سے"...... (سورہ علق، آیت ۱-۲)

قرآن کے نزول کے وقت یونانی مفکر بطلیموس (Ptolemy) کا نظریہ کائنات مانا

جاتا تھا۔ جس کے مطابق زمین کائنات کا مرکز ہے اور اس کے علاوہ ہر چیز اس کے گرد گھوم رہی ہے۔ دیگر (Planets) اور سورج بھی (Liollow Ball) میں فکسڈ ہے۔

اہل یورپ پندرہویں صدی تک ان نظریات کو صحیح سمجھتے رہے۔ جب بعد میں سائنسی ریسرچ کے دور کا آغاز ہوا۔ سولہویں صدی کے شروع میں پولینڈ کے ماہر فلکیات نے اپنی تھیوری پیش کی۔ اس نے بتایا کہ زمین مرکز کائنات نہیں بلکہ سورج مرکز ہے اور تمام سیارے جن میں زمین بھی شامل ہے اس کے گرد گردش کر رہے ہیں۔ ایک اور اطالوی سائنس دان گلیلیو نے وضع کی ہوئی دوربین سے اجرام فلکی کا مشاہدہ کرنے کے بعد بتایا کہ زمین گول ہے اور یہ سورج کے گرد گردش کر رہی ہے۔ ان سائنسی حقائق کی مطابقت چونکہ بائبل کے بیانات سے تھی۔ اس لیے "کلیسا" نے ان تحقیقات کو مذہب کے خلاف قرار دے کر یہ فتویٰ لگایا دیا کہ جو بھی ان چیزوں کو تسلیم کرے گا وہ کافر تصور ہو گا۔ اسی سبب اہل علم مذہب سے باغی ہو گئے۔ ان کی تقلید میں ہم نے بھی اپنے دین سے باغیانہ روش اختیار کرلی اور مذہب اور سائنس کو جدا تصور کرلیا اور زحمت گوارہ نہ کی کہ قرآن کا مطالعہ کرکے دیکھیں کہ کیا اس میں بھی ایسے غلط نظریات موجود ہیں یا نہیں۔ ہم نے قرآن پر کم علمی کا قبضہ تسلیم کرتے ہوئے ان کی سروپا کہانیاں سن کر یہ تصور کرلیا کہ شاید قرآن بھی اسی طرح کی حکائتوں اور قصوں کا مجموعہ ہے۔ چونکہ ایسے لوگوں کو جدید تعلیم اور قرآن پر فکر و تدبر سے کوئی سروکار نہیں۔ لہٰذا ہمارے لیے لوگوں تک یہ بات پہنچانا مشکل ہوگئی کہ قرآن کے بیانات نہ صرف ثابت شدہ سائنسی تحقیقات کے عین مطابق ہیں۔ بلکہ محققین کی آئندہ تحقیق کے لیے بھی اس میں راہنمائی موجود ہے۔ اور انسان وقت کے دائرہ کے ساتھ ساتھ مزید آگے بڑھا اور امریکہ کے (Admin Hubble) نے بیسویں صدی کی اہم ترین دریافت کی کہ ساری کہکشائیں بھی بڑی تیزی سے ایک دوسرے سے دور جارہی ہیں تمام اجرام فلکی حرکت کر رہے ہیں اور کوئی چیز بھی ساکن نہیں۔ یہی حقیقت تقریباً انہیں

الفاظ کے ساتھ قرآن میں مختلف مقامات پر بیان ہوئی ہے۔ اگر اہل علم نے قرآن سے راہنمائی لی ہوتی تو انہیں ان حقائق کے دریافت کرنے میں اتنا وقت کبھی نہ لگتا۔ قرآن حکیم نے ان حقائق کو متعدد مقامات پر کھول کر بیان کردیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وہ اللہ ہی ہے جس نے رات اور دن کی تخلیق کی اور سورج اور چاند کو پیدا کیا وہ سب ایک فلک میں تیر رہے ہیں''...... (القرآن)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

''کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ''......... (سورۃ یٰسین، آیت ٦٠)

ایک اور مقام پر فرمان خداوندی یوں وارد ہے:

''وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَا لْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی''

...... (سورہ رعد، آیت ۲)

برسوں کی تحقیق کے بعد انسانی علم اس نتیجے پر پہنچا کہ کائنات میں موجود کسی چیز کو بقا نہیں چاہے وہ سورج ہو یا کوئی گلیکسی۔ ایک مدت کے بعد سب کو تباہ ہونا ہے اوپر دیئے ہوئے بیانات میں جہاں یہ ثابت ہو رہا ہے کہ ہر چیز حرکت میں ہے۔ وہاں یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ یہ حرکت ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ ایک مقرر مدت کے لیے ہے۔ جدید سائنس آج ہمیں اس حقیقت کی طرف کھینچ رہی ہے کہ حیوانات کی طرح نباتات بھی جوڑے ہیں۔

جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا اپنی جنس (یعنی بنی نوع انسان) سے ہوں یا ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے نہیں''........ (سورۃ یٰسین، آیت ۳٦)

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم مسلمانوں کو تدبر کرکے تمام چیزوں کی حقیقت قرآن کی روشنی میں اخذ کرنے کی توفیق دے۔ آمین